تنقیح نہ کر سکے اور نہ سبر و تقسیم کے عمل سے انہیں گزار سکے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کتابوں کے نتیجے میں تقلید و جمود نے پرورش پائی اور انہیں رہنما بنانے والے پست ہمتی کے شکار ہوئے۔ جبکہ فقہاءِ محدثین کی مؤلفات نے اجتہادی فکر کو فروغ دیا اور باوجود ہزار کوششوں کے بابِ اجتہاد کو مسدود نہیں ہونے دیا۔ یہ کتابیں نہ صرف سلف صالحین کی مجتہدانہ کاوشوں کی امین، امت اسلامیہ کا علمی سرمایہ اور اہل علم و فضل کا رأس المال ہیں، بلکہ ''مجتہد گر'' بھی ہیں۔

لہٰذا مفتی و مجتہد کا فرض ہے کہ افتاء ' جو خالص اجتہادی عمل ہے ' کے لیے ایسی کتابوں سے مدد لے اور پیش نظر رکھے جو براہ راست کتاب الٰہی اور سنت مصطفوی سے مستفاد ہیں، دلیل پر اعتماد کرتی اور تحقیق کے لیے سند بطور بنیاد پیش کرتی ہیں۔ فقہی فروع پر مشتمل کتب یا فقہ و فتاویٰ کی کتابوں سے نقل در نقل عمل اجتہاد کے منافی ہے، اس سے ہمتیں پست ہو جاتی ہیں۔

ذیل میں ان عمدہ کتابوں کی نشاندہی کی جاتی ہے جو سب کی سب پوری امت میں معروف اور متداول ہیں:

قرآن مجید کے بعد **امہات کتب الحدیث والآثار، مسند اعظم مسند امام احمد، سنن الدارقطنی. سنن الدارمی، شرح السنة للبغوی** اور **جامع الأصول** تو ہر مفتی و مجتہد کا رأس المال اور سرمایہ گراں مایہ ہیں۔ ان کے علاوہ **کتاب الأم للامام الشافعی، المغنی لابن قدامة، المجموع للنووی، فتح القدیر لابن الهمام، بدایة المجتهد ونهایة المقتصد لابن رشد، مجموع الفتاویٰ لشیخ الإسلام، فتح الباری لابن حجر**، اور **نیل الأوطار للشوکانی** ایسی کتابیں ہیں جن کے مؤلفین نے موافق و مخالف تمام دلائل ذکر کرنے کی کوشش کی ہے اور مدلل ترجیح کا اہتمام کیا ہے۔ کسی مفتی و مجتہد کا مکتبہ ان اسفارِ مبارکہ سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

یہ اور ان جیسی کتب پر اعتماد اور ان سے استفادہ آدابِ افتاء کا حصہ اور احکامِ شریعت غراء کو صحیح جگہ تلاش کرنے کا طریقہ ہے ' جو یقیناً صحابہ و تابعین اور سلف امت کا طریق کار اور منہج استدلال ہے۔ عہد خلفاء راشدین ﷺ میں چونکہ اصحابِ رسول ﷺ کے سینے اور صحائف ہی علوم و معارف کے خزینے، احادیث و سنن کے گنجینے اور دین و شریعت کے مراجع تھے، اس لیے وہ اہم امور میں انہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اب ان کے قائم مقام کتب احادیث و آثار ہیں۔ لہٰذا ان سے استفادہ سنت خلفاءِ راشدین ﷺ کی اتباع ہے۔ (انتخاب واختصار از: مقدمہ اجتهاد و افتاء، ڈاکٹر عبدالرشید اظہر۔ حفظه الله ۔ مع زیادات)